بسم اللہ الرحمن الرحیم

فضائل قرآن

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ

۱۵/شعبان ۱۱۱۵ھ/۲۵اگست ۱۷۰۳ء، جمعہ، عینیہ (سعودی عرب)

۳۰/ذیقعدہ ۱۲۰۶ھ/۲۲جون ۱۷۹۲ء، دوشنبہ، درعیہ (سعودی عرب)

ترجمہ:

محمود احمد غضنفر

نام کتاب	:	فضائل قرآن
مولف	:	شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب (رحمۃ اللہ علیہ)
صفحات	:	۴۷
مترجم	:	محمود احمد غضنفر
ناشر	:	مکتبہ الفہیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اپنی بات

توحید کے عظیم داعی اور مصلح شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب ؒ (۱۱۱۵-۱۲۰۶ھ، ۱۷۰۳-۱۷۹۲ء) کو جتنا بدنام کرنے کی کوشش کی گئی ہے اتنا شاید ہی کسی دوسرے داعی حق کو بدنام کیا گیا ہو، لیکن حق کی یہ فطرت ہے کہ وہ سربلند ہو کر رہتا ہے۔ شیخ کی تحریک کو ان کی اپنی زندگی ہی میں اہم مقام حاصل ہو گیا تھا۔

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب ؒ ۱۱۱۵ھ مطابق ۱۷۰۳ء میں عینہ میں پیدا ہوئے، عینہ سعودی عربیہ کے دارالسلطنت ریاض کے شمال میں واقع ہے۔

شیخ نے قرآن وحدیث اور فقہ کی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی، بچپن ہی سے آپ کو شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ ؒ (۶۶۱-۷۲۸ھ، ۱۲۶۳-۱۳۲۸ء) اور شیخ الاسلام امام ابن قیم جوزی ؒ (۶۹۱-۷۵۱ھ، ۱۲۹۲-۱۳۵۰ء)

کی کتابوں کے پڑھنے کا بڑا شوق رہا، چنانچہ وہ ان بزرگوں کی کتابوں کا خوب مطالعہ کیا کرتے تھے، والد محترم کے علاوہ شیخ نے مدینہ منورہ کے ممتاز عالم شیخ عبداللہ بن یوسفؒ اور دوسرے علمائے حق سے بھی تحصیل علم کیا اور اس کیلئے بلادِ اسلامیہ کا سفر اختیار کیا۔

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ اپنے وطن نجد میں گمراہ کن عقائد اور غیر اسلامی رسوم کا رواج دیکھ کر بے چین ہو گئے اور اپنی پوری قوت کے ساتھ لوگوں کو حق کی دعوت دینے کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے، اس وقت حالت یہ تھی کہ عوام تو عوام نجد و حجاز کے بہت سے علماء بدعات میں ملوث تھے۔ نجد کی سیاسی حالت بھی ابتر تھی۔

شیخ نے اپنی قوم کو حق کی دعوت دینی شروع کی تو انھیں بڑی بڑی مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا، یہاں تک کہ احساء کے حاکم نے عیینہ کے حاکم کو شیخ اور ان کے ہمنواؤں کی مخالفت پر آمادہ کیا، جس کے نتیجہ میں شیخ کو شہر سے نکل جانا پڑا، شیخ درعیہ پہنچے اور وہاں قیام فرمایا، وہاں آپ نے امیر محمد بن سعودؒ کے سامنے اپنی دعوت پیش کی، امیر نے شیخ سے دعوت الی اللہ شعائرِ دین کے قیام پر بیعت کر لی، شیخ نے نجد کے مختلف رؤسا اور [illegible] کو

بھی دعوتی خطوط بھیجے، آپ پوری سرگرمی کے ساتھ دعوتی کاموں اور علمی رسالوں کی تالیف واشاعت کے کاموں میں مصروف رہنے لگے، ادھر مخالفت میں بھی تیزی آتی گئی، مجبوراً شیخ اور امیر محمد بن سعودؒ کی دعوت کو طاقت حاصل کرنے کیلئے عزمِ جہاد کرنا پڑا۔ بالآخر امیر عبدالعزیز محمد بن سعودؒ کے ہاتھ ریاض فتح ہوا، سلطنت کے وسیع ہونے کے ساتھ مشکلات رفع ہوگئیں۔

شیخ نے امور عامہ کو امیر عبدالعزیز بن سعودؒ کے سپرد کر کے خود درس وتدریس، علمی کاموں اور عبادات میں منہمک ہوگئے، لیکن امیر محمد بن سعودؒ اور ان کے صاحبزادے عبدالعزیزؒ شیخ کے مشورہ کے بغیر کوئی کام نہ کرتے، ہر معاملہ میں شیخ سے اس کا شرعی حکم دریافت کرتے۔

شیخ وسیع المطالعہ، حامی سنت، بدعت کے مٹانے والے، عاقل اور نہایت حلیم وبردبار تھے، شیخ کی تصانیف کثیر ہیں جن میں سے چند کے نام یہ ہیں:

کتاب التوحیدالذی ھو حق اللہ علی العبید، کشف الشبھات، شرح کبیر، مختصر صحیح بخاری،

مختصر زادالمعاد، مختصر تفسیر سورة الانفال، نصیحة المسلمین باحادیث خاتم المرسلین۔

آپ کی تحریک سے نہ صرف اہل نجد توحید خالص کی طرف پلٹے بلکہ شیخ کی دعوت نے ان کے بکھرے ہوئے شیرازے کو بھی یکجا کر دیا اور سب ایک جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے، نجد کے علاوہ بیرونی دنیا پر بھی شیخ کی دعوت کا غیر معمولی اثر پڑا، شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ اپنا عقیدہ خود بیان کرتے ہیں: ''میں اس پر ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں اور خاتم المرسلین ہیں'' (الدرر السنية ج١ ص ٢٩) ایک جگہ اس طرح فرماتے ہیں: ''انبیاء علیہم السلام کا ہم پر حق یہ ہے کہ ان پر اور جو کچھ وہ لیکر آئے ہیں اس پر ایمان لایا جائے، محمد رسول اللہ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور سب سے افضل ہیں۔ (الدرر السنية ج٢ ص ٨١)

بڑی اور اہم شخصیتوں نے شیخ کی عظمت اور ان کی خدمات کا اعتراف کیا ہے، علامہ سید محمود شکری آلوسیؒ نے لکھا ہے: ''شیخ صحیح معنوں میں عالم تھے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ان کا شیوہ تھا'' (تاریخ النجد)

علامہ امیر شکیب ارسلانؒ نے لکھا ہے: "میرا خیال ہے کہ شیخ نے بھی وہی باتیں کہی ہیں جو شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ نے کہی تھیں" (حاضر العالم الاسلامی) علامہ رشید رضاؒ نے لکھا ہے: "شیخ محمد بن عبدالوہابؒ انہی عادل مجددین میں سے ایک تھے جو توحید خالص اور الٰہِ واحد کی بندگی کی طرف بلانے کیلئے کھڑے ہوئے تھے" (صیانۃ الانسان) شیخ محمد بشیر سہوانی ہندی نے لکھا ہے: "اللہ تعالیٰ نے شیخ کی دعوت سے شرک کے نشانات مٹادیئے" (صیانۃ الانسان عن وسوسۃ وحلان) اسی طرح کے احساسات کا اظہار ڈاکٹر طٰہٰ حسینؒ، مصری عالم احمد امینؒ، مفتی محمد عبدہؒ، وغیرہم نے بھی کیا ہے۔

انگریز مؤرخین اور مستشرقین نے بھی شیخ کے کارناموں کو وقیع قرار دیا ہے۔

ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تلاوت قرآن مجیداور اس کی تعلیم وتربیت کے فضائل

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ﴾ (المجادلۃ:11)

''جو لوگ تم میں سے ایمان لائے ہیں اور جن کو علم عطا کیا گیا ہے اللہ ان کے درجے بلند کرے گا''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ﴾ (آل عمران:79)

''کسی آدمی کو یہ شایاں نہیں کہ اللہ تو اسے کتاب وحکمت اور نبوت عطا فرمائے اور لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ بلکہ اسے یہ کہنا سزاوار ہے کہ اے اہل کتاب تم (علمائے) ربانی ہو جاؤ کیونکہ تم کتاب پڑھتے پڑھاتے رہتے ہو''

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

''ماہر قرآن کو معزز وفرماں بردار فرشتوں کا ساتھ نصیب ہوگا، اور جو شخص پڑھتے ہوئے لکنا تا ہے اور اسے قرآن پڑھنے میں دشواری پیش آتی ہے اسے دُہرا اجر وثواب نصیب ہوگا'' یہ بخاری اور مسلم کی روایت ہے اور صحیح بخاری میں یہ روایت بھی مذکور ہے:

''عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عنهُ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ خَيْرُكُم مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ''

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھلائے''

صحیح مسلم میں روایت ہے، ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

''قرآن مجید پڑھو، وہ روزِ قیامت تلاوت کرنے والوں کا سفارشی بنے گا، البقرۃ اور آل عمران پڑھو، یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن بادل کے مانند سایہ فگن ہونگی یا قطار اندر قطار کھڑے پرندوں کی مانند ہوں گی، اور پڑھنے والوں کی طرف سے وکالت کریں گی، البقرۃ پڑھو اس کا پڑھنا باعث برکت ہے اور چھوڑنا باعث حسرت وپشیمانی اور مذاق اڑانے والے تلاوت کی توفیق نہیں پاتے''

حضرت نواس بن سمعانؓ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے روز قرآن مجید

اوراس پر عمل کرنے والے لوگوں کو خدا تعالیٰ کے حضور پیش کیا جائے گا، سب سے آگے البقرہ اور آل عمران ہوں گی۔

رسول اللہ ﷺ نے دونوں سورتوں کی تین مثالیں بیان فرمائیں جن کو میں نے یاد رکھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱- یہ دونوں سورتیں بادل کے مانند ہوں گی۔

۲- یا دو تاریک سایوں کی مانند ہوں گی جن کے درمیان ایک چمک کی لہر ہو۔

۳- یا قطار در قطار کھڑے پرندوں کے دو گروہوں کی مانند ہوں گی جو تلاوت کرنے والوں کے حق میں وکالت کریں گی۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس نے قرآن مجید کا ایک حرف پڑھا اسے دس نیکیاں نصیب ہوں گی، میں یہ نہیں کہتا کہ (الٓـمٓ) ایک حرف ہے بلکہ (الف) ایک حرف (لام) دوسرا حرف (م) تیسرا حرف ہے"

یہ ترمذی کی روایت ہے، اور انھوں نے اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قرآن پڑھنے والوں کو کہا جائے گا پڑھو اور ترقی کی منازل طے کرتے چلو، اس طرح ترتیل سے پڑھو جس طرح دنیا میں پڑھا

کرتے تھے، تمھاری آخری منزل وہ ہوگی جہاں تم آیات کی تلاوت ختم کروگے۔

مسند امام احمد میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی اس سے ملتی جلتی ایک روایت منقول ہے لیکن اس میں ان الفاظ کا اضافہ ہے:

"فَيَقْرَءُ وَ يَصْعَدُ بِكُلِّ آيَةٍ دَرَجَةً حَتّٰى يَقْرَءَ آخِرَ شَيْءٍ مَّعَهُ"

''وہ پڑھتا جائے گا اور ہر آیت کے بدلے ایک درجہ بلند ہوتا جائے گا یہاں تک کہ وہ آخری آیت پڑھے گا''

امام احمد حضرت بریدہؓ سے مرفوع روایت بیان کرتے ہیں:

'' تَعَلَّمُوا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ'' سورہ بقرہ کی تعلیم حاصل کرو۔

اس کے بعد انہیں الفاظ کا تذکرہ ہے جو البقرۃ اور آل عمران کی فضیلت میں پیچھے گزر چکے ہیں، البتہ اس روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے:

''قرآن مجید قیامت کے دن قبر کھلنے کے وقت پڑھنے والے کو دبلے پتلے انسان کی صورت میں ملے گا اور کہے گا کیا تو مجھے پہچانتا ہے وہ کہے گا میں تو نہیں پہچانتا، اس کی طرف سے جواب ملے گا میں تو تیرا ساتھی قرآن ہوں، جس نے تجھے گرمی میں پیاسا رکھا اور رات کو جگائے رکھا، ہر تاجر اپنے مالِ تجارت کے ساتھ امیدیں وابستہ رکھتا ہے اور تو آج ہر نوعیت کے مالِ تجارت کے سایہ میں ہے، اسے دائیں ہاتھ میں بادشاہت دی جائے گی اور بائیں ہاتھ میں خلد بریں کا پروانہ تھمایا جائے گا، اور

اس کے سر پر عزت و وقار کا تاج رکھا جائے گا، اس کے والدین کو دو ریشمی لباس پہنائے جائیں گے، دنیا والے تو انھیں کوئی مقام نہیں دیتے تھے، وہ تعجب سے پوچھیں گے کہ کس عمل کی بناء پر یہ لباس ہمیں پہنایا گیا، ان سے کہا جائے گا کہ تیرے بچے نے قرآن مجید کا علم حاصل کیا، پھر اس لڑکے سے کہا جائے گا قرآن پڑھتے جاؤ اور جنت کے منازل طے کرتے جاؤ اور جب تک وہ پڑھتا جائے گا جنت کے درجات حاصل کرتا جائے گا"

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"قرآن مجید پر عمل کرنے والے اللہ کے ولی اور اس کے مقرب ہیں"

یہ روایت مسند امام احمد اور نسائی میں منقول ہے۔

حاملینِ قرآن کی عظمت

خلیفۂ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خصوصی مجلس کے ارکان علماء ہی ہوا کرتے تھے، خواہ وہ بوڑھے ہوتے یا جوان، حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''امامت کے فرائض کتاب اللہ کا زیادہ علم رکھنے والا سرانجام دے، اگر سب اس میں برابر ہوں تو پہلے ہجرت سے مشرف ہونے والا، اگر سب ہجرت میں برابر ہوں تو ان میں سے زیادہ عمر رسیدہ امامت کے فرائض سرانجام دے''

ایک روایت میں آیا ہے نہ تو کوئی کسی کی سلطنت میں بلا اجازت امامت کرا سکتا ہے اور نہ کوئی کسی کے گھر بلا اجازت بیٹھ سکتا ہے۔ یہ روایت صحیح مسلم میں مذکور ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شہدائے احد میں سے ہر دو کو ایک کپڑے میں کفن دیتے پھر ارشاد فرماتے:

''ان میں سے قرآن مجید کا زیادہ علم رکھنے والا کون ہے، جب صحابۂ کرام ان میں سے ایک کی طرف اشارہ کرتے تو حضور علیہ السلام اسے پہلے لحد میں اتارتے''

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''بوڑھے مسلمان اور حاملِ قرآن کی عزت اللہ کی رضا کا باعث ہے، بشرطیکہ حاملِ قرآن غلو کرنے والا اور قرآن سے بے وفائی کرنے والا نہ ہو''

تعلیم وتدبر قرآن کی فرضیت اور تارکِ قرآن کو تنبیہ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا﴾ (بنی اسرائیل:۴۶)

''اوران کے دلوں پر پردہ ڈال دیتے ہیں کہ اسے سمجھ نہ سکیں اور ان کے کانوں میں ثقل پیدا کر دیتے ہیں''

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ﴾ (الانفال:۲۲)

''کچھ شک نہیں اللہ کے نزدیک تمام جانوروں سے بدتر بہرے گونگے ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے''

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى﴾ (طٰہٰ:۱۲۴)

''اور جو میری نصیحت سے منہ پھیرے گا اس کی زندگی تنگ ہوجائے گی اور قیامت کو ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے''

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے جو مجھے علم وہدایت عنایت فرما کر بھیجا اس

کی مثال موسلا دھار بارش کی سی ہے جو زمین پر نازل ہوتی ہے
اگر زمین با صلاحیت ہو تو وہ کثرت سے فصل اور گھاس اُگاتی ہے
مگر نشیب و فراز والی بنجر زمینیں بھی ہوتی ہیں جن میں پانی جمع
ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے، لوگ
اس میں سے پانی پیتے پلاتے اور کھیتی باڑی کرتے ہیں اور ایسی
غیر ہموار پہاڑی زمین بھی ہوتی ہے جو بارش کے پانی کو اپنے
دامن میں نہیں روک سکتی اور نہ ہی اس میں فصل اگانے کی
صلاحیت ہوتی ہے''

یہ مثال اس شخص کی ہے جس نے دینِ الٰہی میں سمجھ حاصل کی اور اسے شریعت نے فائدہ دیا اس نے خود بھی علم حاصل کیا اور لوگوں کو بھی سکھلایا اور اس شخص کی بھی اس میں تمثیل پائی جاتی ہے جس نے دین الٰہی کی طرف توجہ تک نہ کی اور اس ہدایت الٰہی کو قبول نہ کیا، جس کا پیغامبر بنا کر مجھے دنیا کی طرف بھیجا گیا'' اس روایت کو بخاری اور مسلم نے نقل کیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''لوگوں پر رحم کرو، تم پر رحم کیا جائے گا، دوسروں کی غلطیوں سے درگزر کرو اللہ تعالیٰ تمھارے گناہ معاف فرمادے گا، اس شخص کیلئے ہلاکت ہے جس کے قول وعمل میں تضاد پایا جاتا ہے، اور ہلاکت ہے ان لوگوں کیلئے جو جان بوجھ کر اپنے کئے پر اصرار کرتے ہیں'' یہ روایت مسند امام احمدؒ کی ہے۔

قرآن مجید نہ سمجھنے والے پر مُنافقت کا اندیشہ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّسۡتَمِعُ اِلَيۡكَ حَتّٰۤى اِذَا خَرَجُوۡا مِنۡ عِنۡدِكَ﴾ (محمد:۱۶)

''اور ان میں بعض ایسے بھی ہیں جو تیری طرف کان لگائے رہتے ہیں (سب کچھ سنتے ہیں) یہاں تک کہ تمھارے پاس سے نکل کر چلے جاتے ہیں''

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَلَقَدۡ ذَرَاۡنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيۡرًا مِّنَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ لَهُمۡ قُلُوۡبٌ لَّا يَفۡقَهُوۡنَ بِهَا﴾ (الأعراف:۱۷۹)

''اور ہم نے بہت سے جن اور انسان دوزخ کیلئے پیدا کئے ہیں، ان کے دل ہیں لیکن ان سے سمجھتے نہیں''

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تمھیں قبروں میں فتنۂ دجال کے مانند آزمایا جائے گا، ہر ایک شخص سے پوچھا جائے گا کہ تم اس انسان کے متعلق کیا جانتے ہو؟ یقین سے آشنا مومن پکار اٹھے گا کہ یہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، ہمارے پاس واضح دلائل اور ہدایت لے کر آئے، ہم نے آپ کی دعوت کو قبول کیا، آپ پر ایمان لائے اور آپ کی پیروی

کی، تو اسے کہا جائے گا آرام سے سو جا ہمیں پتہ چل گیا کہ آپ مومن تھے، رہا شکی المزاج منافق کا معاملہ تو وہ کہے گا میں تو ان کے متعلق چنداں معلومات نہیں رکھتا، لوگوں کو ان سے متعلق جو کچھ کہتے سنا میں نے بھی کہہ دیا"

بخاری اور مسلم نے اس روایت کو نقل کیا۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ منقول ہیں:

"مومن کہے گا کہ یہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں تو وہ دونوں فرشتے کہیں گے تو نے اللہ کی کتاب پڑھی اس پر ایمان لے آیا، بلاشبہ تو نے سچ کہا"

باب قول اللہ تعالیٰ

﴿وَمِنۡهُمۡ أُمِّيُّونَ لَا يَعۡلَمُونَ الۡكِتٰبَ إِلَّا أَمَانِيَّ﴾ (البقرۃ:۷۸)

''اور بعض ان میں ان پڑھ ہیں کہ اپنے خیالاتِ باطل کے سوا (اللہ کی کتاب سے) واقف ہی نہیں''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَثَلُ الَّذِيۡنَ حُمِّلُوا التَّوۡرٰةَ ثُمَّ لَمۡ يَحۡمِلُوۡهَا كَمَثَلِ الۡحِمَارِ يَحۡمِلُ أَسۡفَارًا﴾ (الجمعۃ:۵)

''جن لوگوں (کے سر) پر تورات لدوائی گئی پھر انھوں نے اس (کے بارِ تعمیل) کو نہ اٹھایا ان کی مثال گدھے کی سی ہے جس پر بڑی بڑی کتابیں لدی ہوں''

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے، آپ نے آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا: ''اب ایسا وقت قریب آ گیا کہ لوگوں سے علم چھین لیا جائے گا اور ان کے پلّے کچھ باقی نہ رہے گا'' حضرت زیاد بن لبیدؓ انصاری بولے ہم سے علم کیسے چھین لیا جائے گا جب کہ ہم نے قرآن پڑھا اور بخدا اسے پڑھتے رہیں گے، اپنی عورتوں اور اولاد کو پڑھاتے رہیں گے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''زیاد! بڑے تعجب کی بات ہے میں تو آپ کو فقہائے مدینہ میں شمار کرتا تھا، ذرا سوچو تورات اور انجیل یہود ونصاریٰ کو اب کیا فائدہ پہنچا رہی

ہے" ترمذی نے اسے روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِيفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ﴾ (البقرۃ: ۱۶۴)

"بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں، رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں، اور کشتیوں میں، جو دریا میں لوگوں کے فائدے کے لئے رواں ہیں اور بارش میں، جس کو اللہ آسمان سے برساتا اور اس سے زمین کو مرنے کے بعد زندہ (یعنی خشک ہوئے پیچھے سرسبز) کردیتا ہے اور زمین پر ہر قسم کے جانور پھیلانے میں اور ہواؤں کے چلانے میں اور بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان گھیرے رہتے ہیں عقلمندوں کیلئے (اللہ کی قدرت) کی نشانیاں ہیں"

تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جس نے اس آیت کی تلاوت کی اور اس میں غور وفکر نہ کیا"

یہ روایت صحیح ابن حبان میں موجود ہے۔

قرآن مجید سے روگردانی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ﴾ (البقرة: ٢٦)

''اور نہیں گمراہ کرتا مگر فاسقوں کو''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ (المائدة: ٤٤)

''اور جو اللہ کے نازل فرمائے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ کافر ہیں''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ﴾ (البقرة: ١٧٤)

''جو لوگ (اللہ کی) کتاب سے ان آیات کو چھپاتے ہیں جو اس نے نازل فرمائی ہیں اور ان کے بدلے تھوڑی سی قیمت حاصل کرتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں محض آگ بھرتے ہیں''

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اس امت میں ایک ایسی قوم معرض وجود میں آئے گی کہ تم اپنی نماز کو ان کے بالمقابل حقیر سمجھو گے وہ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، وہ دین سے صاف اس طرح خارج ہو جائیں گے جس طرح نیزہ نشانے سے صاف پار گزر جاتا ہے، اس کی انی اور دستے کی طرف دیکھ کر گمان ہوتا ہے کہ اس پر خون کا کوئی دھبہ تک نہیں لگا۔

بخاری اور مسلم نے اسے روایت کیا ہے۔

ایک روایت میں ہے:

''وہ قرآن مجید لے کے ساتھ پڑھیں گے''

اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ انہیں بدترین مخلوق قرار دیتے۔

اور فرماتے کہ وہ کفار کے متعلق نازلہ آیات کو مؤمنین پر منطبق کرنے لگے۔

ترمذی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوع روایت منقول ہے، فرماتے ہیں:

''جس سے کوئی دینی مسئلہ پوچھا گیا اور اس نے اسے چھپایا، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے آگ کی لگام پہنائے گا''

قرآن مجید کو ریا کاری کے جذبے سے پڑھنا

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

''قیامت کے دن سب سے پہلے شہید کے خلاف فیصلہ سنایا جائے گا اسے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں جتائیں گے، وہ ان نعمتوں کو تسلیم کرے گا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو ان نعمتوں کو کس کام میں لایا، وہ کہے گا، میں نے تیرے لئے جنگ لڑی یہاں تک کہ تیری راہ میں شہید ہو گیا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا تو جھوٹا ہے، تو نے تو جنگ اس لئے لڑی تھی کہ تمھیں بہادر کہا جائے، تمھیں بہادر کہہ دیا گیا، پھر حکم ہوگا، اسے اوندھے منہ گھسیٹ کر جہنم رسید کر دیا جائیگا۔

بعد ازاں اس شخص کو پیش کیا جائے گا جس نے علم حاصل کیا دوسروں کو تعلیم دی اور قرآن پڑھا، اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں جتائے گا تو وہ ان نعمتوں کو تسلیم کرے گا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو ان نعمتوں کو کس کام میں لایا، تو وہ کہے گا، میں نے علم سیکھا اور سکھلایا اور تیری رضا کیلئے قرآن پڑھا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا، تو جھوٹا ہے تو نے علم اس لئے حاصل کیا کہ تمھیں عالم کہا جائے، قرآن اس لئے پڑھا کہ قاری کا لقب مل جائے، تو یہ

تمھیں نصیب ہو گیا، پھر حکم ہو گا اسے اوندھے منہ جہنم رسید کر دیا جائے گا۔

پھر اس دولت مند انسان کو پیش کیا جائے گا جسے اللہ تعالیٰ نے فراوانی عطا کی اور مختلف اقسام کے مال ومتاع سے نوازا، اسے اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں جتائے گا تو وہ ان نعمتوں کو تسلیم کرے گا پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا تو ان نعمتوں کو کس کام میں لایا وہ کہے گا میں نے کوئی ایسی جگہ نہیں چھوڑی کہ جہاں خرچ کرنا تجھے پسند ہو اور میں نے وہاں خرچ نہ کیا ہو، اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا، تو جھوٹا ہے، تو نے تو اس لئے خرچ کیا کہ تمھیں سخی کہا جائے تو یہ کہا جا چکا پھر حکم ہو گا اور اسے اوندھے منہ گھسیٹ کر جہنم رسید کر دیا جائے گا“

یہ صحیح مسلم کی روایت ہے۔

قرآن مجید کو ذریعۂ معاش بنانا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''قرآن پڑھو اور اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کرو، پہلے اس سے کہ ایک ایسی قوم آئے جو قرآن خوانی میں تکلف سے کام لے، جلد بازی کا مظاہرہ کرے اور اسے ٹھہر ٹھہر کر نہ پڑھے'' (ابو داؤد نے اسے نقل کیا ہے)

ابو داؤد میں سہل بن سعد کے واسطے سے بھی اس کی ہم معنیٰ روایت منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ عمران رضی اللہ عنہ کا گزر ایک ایسے آدمی کے پاس ہوا جو قرآن مجید سنا رہا تھا، جب فارغ ہوا تو لوگوں سے مانگنا شروع کر دیا حضرت عمران نے ''إنا لله وإنا إليه راجعون'' کہا اور فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو قرآن پڑھے، اسے چاہئے کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے مانگے، عنقریب ایک ایسی قوم آئے گی جو قرآن پڑھے گی اور قرآن کو ذریعہ بنا کر لوگوں سے مانگے گی''

امام احمد اور ترمذی نے اسے روایت کیا ہے۔

قرآن مجید سے بے وفائی

حضرت سمرۃ بن جندبؓ سے ایک طویل اور مرفوع حدیثِ خواب مروی ہے، نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

"رات خواب میں میرے پاس دو آدمی آئے مجھے اپنے ساتھ لے کر چل دیئے کہنے لگے تشریف لے چلیں میں ان دونوں کے ساتھ چل دیا ہم ایک ایسے آدمی کے پاس آئے جو لیٹا ہوا تھا اور دوسرا آدمی ایک پتھر اٹھائے اس کے سرہانے کھڑا تھا، اچانک اس نے اس کے سر پر پتھر دے مارا جس سے اس کا سر کچلا گیا اور وہ لگاتار پتھر مار رہا تھا، اور دوسرے وار سے پہلے سر اپنی پہلی حالت پر عود کر آتا، پھر وہ اس پر وار کرتا اور سر پہلے کی طرح کچلا جاتا میں نے کہا سبحان اللہ یہ کیا ہے؟ دونوں کہنے لگے یہ وہ آدمی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا تو وہ اسے نظر انداز کر کے رات بھر سویا رہا اور دن کو بھی اس پر عمل نہ کیا۔ یہ سزا قیامت تک اس کو ملتی رہے گی"

ایک روایت میں ہے:

"جو قرآن مجید کا علم حاصل کرتا ہے، پھر اسے نظر انداز کئے رکھتا ہے اور فرض نماز کا وقت سو کر گزار دیتا ہے اس کا حشر بھی یہی ہوگا" یہ صحیح بخاری کی روایت ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے ایک روایت منقول ہے انھوں نے علمائے بصرہ سے کہا: ''قرآن مجید کی تلاوت کرو اور اس کے ساتھ تمھیں لمبی لمبی امیدیں نہیں باندھنی چاہئیں ورنہ تمھارے دل سخت ہو جائیں گے جس طرح تم سے پہلے لوگوں کے دل سخت ہو گئے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

''بنی اسرائیل نے جب لمبی لمبی امیدیں باندھنا شروع کر دیں تو ان کے دل سخت ہو گئے، تو پھر انھوں نے اپنی طرف سے ایک دل پسند کتاب کی اختراع کر لی، حق ان کے اور ان کی خواہشات کے مابین گردش کرنے لگا، یہاں تک کہ انھوں نے اللہ کی کتاب کو پسِ پشت ڈال دیا''

قرآن مجید کے سوا ہدایت طلب کرنے والے کا انجام

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطَانًا﴾

(الزخرف:٣٦)

''اور جو کوئی اللہ کی یاد سے آنکھیں بند کر لے (یعنی تغافل کرے) ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾

(النحل:٨٩)

''اور ہم نے تم پر (ایسی) کتاب نازل کی ہے کہ (اس میں) ہر چیز کا بیان (مفصل) ہے''

حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں چشمہ خم پر ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ہمارے سامنے خطبہ ارشاد فرمانے لگے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا:

''لوگو! میں بھی ایک انسان ہوں ممکن ہے عنقریب میرے پاس میرے رب کی طرف سے فرشتہ پیغام اجل لے کر آئے اور میں اسے قبول کر لوں، سن لو، میں تمھارے لئے دو اہم چیزیں چھوڑے جارہا ہوں، پہلی چیز اللہ کی کتاب ہے جو ہدایت ونور

کا سر چشمہ ہے، اللہ کی کتاب پر عمل کرو اور اسے مضبوطی سے تھام لو، آپ ﷺ نے کتاب اللہ کی طرف شوق و رغبت دلائی"

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"میں اپنے اہل بیت کے احترام کی تمھیں تلقین کرتا ہوں"

ایک روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں:

"ان دونوں میں سے ایک اللہ کی کتاب ہے گویا کہ وہ اللہ تعالی کی مضبوط رسی ہے جس نے اس کی پیروی کی وہ ہدایت پر گامزن ہو گیا اور جس نے اسے چھوڑ دیا وہ گمراہ ہو گیا"

مسلم کی روایت ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک یہ روایت بھی منقول ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ دیتے تو یہ کلمات ضرور ارشاد فرماتے:

"أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ"

"امابعد! بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے، بدترین امور بدعات ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے"

حضرت سعید بن مالکؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ

پر قرآن نازل ہوا، آپ نے اس کی ایک طویل مدت تک تلاوت کی۔

صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کاش! آپ ﷺ اس کے متعلق ہمیں بھی بتائیں، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی:

﴿الٓرٰ تِلْکَ آیٰاتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ﴾ (یوسف:۱)

''یہ کتاب روشن کی آیات ہیں''

تو آپ نے اس کی ایک مدت تک تلاوت کی۔

ابن ابی حاتم نے اس حدیث کو سندِ حسن کے ساتھ بیان کیا ہے، انھوں نے مسعودی اور انھوں نے قاسم کے واسطے سے یہ بیان فرمایا کہ صحابۂ کرام جب اکتاہٹ محسوس کرنے لگے تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمیں کوئی حدیث بیان فرمائیں تو یہ آیت نازل ہوئی:

﴿اَللّٰهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِیْثِ کِتٰباً مُّتَشَابِهًا﴾ (الزمر:۲۳)

''اللہ نے نہایت اچھی باتیں نازل فرمائی ہیں (یعنی) کتاب (جس کی آیات) باہم ملتی جلتی ہیں''

پھر اکتاہٹ محسوس کرنے لگے تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کوئی حدیث بیان فرمائیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی:

﴿أَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ آمَنُوْا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِکْرِ اللّٰهِ﴾ (الحدید:۱۶)

''کیا ابھی تک مومنوں کے لئے اس کا وقت نہیں آیا کہ اللہ کی یاد کرنے کے وقت ان کے دل نرم ہو جائیں''

عبید نے بعض تابعین سے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

اس سے یہ ثابت ہوا کہ جب صحابۂ کرام آپ سے کوئی حدیث طلب کرتے تو آپ ﷺ ان کی قرآن مجید کے ذریعہ رہنمائی فرماتے۔

حضرت معاذ بن جبلؓ اپنی مجلس میں تقریباً ہر روز یہ بات کہا کرتے تھے:

"اللہ انصاف کرنے والا حاکم ہے، شکی المزاج تباہ ہوگئے، تمھارے بعد بہت سے فتنے سر اٹھائیں گے، مال ودولت کی فراوانی ہوگی، قرآن مجید کو کھولا جائے گا، مومن، منافق، عورتیں اور بچے اس کی تلاوت کریں گے، یہ بھی ممکن ہے کہ ان میں سے کوئی یہ کہے، میں نے قرآن پڑھا میرا خیال ہے یہ لوگ اس وقت تک میری بات نہیں مانیں گے جب تک میں کوئی چیز اختراع نہ کروں، بدعت سے بچو، ہر بدعت گمراہی ہے، دانشمند کی کجروی سے بچو، بسااوقات منافق بھی حق بات کہہ گذرتا ہے، حق بات کو قبول کرلو خواہ تمھیں کہیں سے ملے، حق روشنی کا مینار ہے"

ابوداؤد نے اسے روایت کیا ہے۔

بیہقی نے عروہ بن زبیرؓ سے روایت کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حدیث لکھنے کا ارادہ کیا، صحابہ نے اس سے اختلاف کیا (چونکہ یہ نزول

قرآن کا زمانہ تھا) پھر حضرت عمرؓ نے مہینہ بھر استخارہ کیا، پھر ارشاد فرمایا:

''مجھے تم سے پہلے ایک قوم کی تاریخ یاد آئی، انھوں نے کتابیں لکھیں، انھی پہ اکتفا کیا، اللہ کی کتاب کو چھوڑ دیا، میں اللہ کی کتاب کو قطعاً کسی چیز کے ساتھ خلط ملط نہیں کروں گا''

غلو فی القرآن کا بیان

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تجھے ایسا عمل بتاؤں جس سے تو صائم الدہر اور قرآن مجید کا دائمی تلاوت کرنے والا بن جائے'' میں نے عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ میں تو ہر دم خیر و بھلائی کا ارادہ رکھتا ہوں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''داؤدی روزہ رکھو، وہ سب سے بڑھ کر عبادت گذار تھے، ہر ماہ ایک قرآن ختم کرو'' میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں تو اس سے زیادہ پڑھنے کی استطاعت رکھتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر دہے میں ایک قرآن ختم کرو'' میں نے عرض کی یا نبی اللہ میں تو اس سے زیادہ پڑھنے کی استطاعت رکھتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر ہفتہ میں ایک قرآن ختم کرو اور اس سے کم مدت میں ختم کرنے کی اجازت نہیں''

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''حد سے تجاوز کرنے والے ہلاک ہوگئے''

مسند امام احمد میں عبدالرحمان بن شبلی سے مرفوع روایت منقول ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قرآن مجید پڑھو اور اس میں غلو نہ

کرو، اور نہ قرآن مجید سے بے وفائی کرو اور نہ اس کو ذریعہ معاش بناؤ"

ابورافع سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"میں تم میں سے کسی شخص کو اس بے نیازی کے عالم میں نہ دیکھوں کہ اس کے پاس میرا حکم مثبت یا منفی صورت میں آتا ہے تو وہ یہ کہتا ہے، میں نہیں جانتا، ہم جو اللہ کی کتاب میں پائیں گے اسی کی اتباع کریں گے"

(ابوداود، ترمذی)

متشابہ آیات میں فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿هُوَ الَّذِیٓ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا یَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾

(آل عمران: ۷)

"وہی تو ہے جس نے تم پر کتاب نازل کی جس کی بعض آیات محکم ہیں اور وہی اصل کتاب ہیں، اور بعض متشابہ ہیں تو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہات کی اتباع کرتے ہیں تاکہ فتنہ برپا کریں اور مراد اصل کا پتہ لگائیں حالانکہ مراد اصل اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور جو لوگ علم میں دستگاہ کامل رکھتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم ان پر ایمان لائے، یہ سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے اور نصیحت تو عقل مند ہی قبول کرتے ہیں"

یہ آیت تلاوت کرنے کے بعد ارشاد فرمایا:

جب آپ ایسے لوگوں کو دیکھیں جو متشابہ آیات کی پیروی کرتے ہیں، ان سے بچنے کا اللہ تعالیٰ نے بطور خاص تذکرہ کیا ہے، تم بھی ان سے اپنا دامن بچاؤ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''عالم کی لغزش، منافق کا قرآنی مسائل میں جھگڑنا اور گمراہ ائمہ کا فیصلہ اسلام کی عمارت کو منہدم کر دیتا ہے''

جب صبیغؒ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے الذاریات اور اس جیسی دوسری متشابہ آیات کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے اسے سرزنش کی۔

یہ قصہ بہت مشہور ہے، تفصیلات معلوم کرنے کیلئے دارمی جلد اول صفحہ ۴۵ کا مطالعہ فرمائیں۔

قرآن مجید میں لاعلمی کی بناء پر رائے زنی کرنے پر تنبیہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللَّهِ مَالَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَاناً وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَالَا تَعْلَمُونَ﴾

(الأعراف: ۳۳)

''کہہ دو کہ میرے پروردگار نے تو بے حیائی کی باتوں کو ظاہر ہوں یا پوشیدہ اور گناہ اور ناحق زیادتی کو حرام کیا ہے، اور اس کو بھی کہ تم کسی کو اللہ کا شریک بناؤ جس کی اس نے کوئی سند نازل نہیں کی اور اس کو بھی کہ اللہ کے بارے میں ایسی باتیں کہو جن کا تمھیں علم نہیں''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس نے قرآن مجید کی تفسیر اپنی رائے کی بنیاد پر کی (ایک روایت میں ہے قرآن کی تفسیر بغیر علم کے کی) تو اس نے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالیا''

ترمذی نے اسے روایت کیا اور اسے حسن قرار دیا۔

حضرت جندبؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے قرآن مجید کی تفسیر اپنی رائے کی بنیاد پر کی اگر وہ درست بات بھی کہہ دے پھر بھی وہ خطا کار ہوگا''

ابوداؤد اور ترمذی نے اسے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث سند کے اعتبار سے غریب ہے۔

قرآنی مسائل میں جھگڑنے کا بیان

ابو العالیہ ارشاد فرماتے ہیں ،ان دو آیات میں قرآن مجید کے مسائل میں جھگڑا کرنے والے کے متعلق کس قدر سخت تنبیہ پائی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿مَا يُجَادِلُ فِيْ آيَاتِ اللّٰهِ إِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾

(المؤمن: ۴)

''اللہ کی آیات میں کافر ہی جھگڑتے ہیں''

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَإِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِي الْكِتٰبِ لَفِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ﴾

(البقرة: ١٧٦)

''اور جن لوگوں نے اس کتاب میں اختلاف کیا وہ ضد میں (آکر نیکی سے) دور (ہوگئے) ہیں''

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے ۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''قرآن کے متعلق جھگڑا کرنا کفر ہے''

احمد اور ابوداؤد نے اسے روایت کیا ہے،اس کی سند ہر اعتبار سے جید ہے۔

عمرو بن شعیب باپ کی وساطت سے اپنے دادا سے روایت

کرتے ہیں:

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے چند آدمیوں کو قرآن مجید کے بارے میں جھگڑتے سنا تو ارشاد فرمایا:

''تم سے پہلی قومیں اللہ کی کتاب میں اختلاف رکھنے کی بناء پر صفحۂ ہستی سے مٹا دی گئیں''

قرآن مجید کے الفاظ ومعانی میں اختلاف کرنے کا نتیجہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا یَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّکَ﴾

(ھود:۱۱۹)

''اور ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے مگر جس پر تمھارے پروردگار نے رحم کیا''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿کَانَ النَّاسُ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً فَبَعَثَ اللّٰہُ النَّبِیّٖنَ مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ﴾

(البقرۃ:۲۱۳)

''لوگ ایک ہی امت تھے تو اللہ تعالیٰ نے خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے انبیاء کو بھیجا''

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے، فرماتے ہیں میں نے ایک آدمی کو ایک آیت پڑھتے سنا اور نبی اکرم ﷺ کو اس کے برعکس آیت تلاوت کرتے سنا، میں اسے پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آیا، مجھے رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر ناراضگی کے آثار نظر آئے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم دونوں نیک جذبات رکھتے ہو، آپس میں اختلاف نہ کرو، تم سے پہلے چندلوگوں نے اختلاف کیااور ہلاک ہو گئے"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ملاقات کیلئے دوپہر کے وقت حاضر ہوا، میں نے دوآدمیوں کی آوازیں سنیں جوایک آیت کے متعلق جھگڑ رہے تھے، رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور چہرۂ نور پر غصے کے آثار نمایاں تھے، ارشادفرمایا:

"تم سے پہلےلوگ اللہ کی کتاب میں اختلاف کی بناء پر ہلاک ہو گئے"

مسند امام احمد میں حضرت عمرو بن شعیبؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے ہم میں سے بعض نے کہا اللہ تعالیٰ نے یوں کیوں نہیں ارشادفرمادیااور بعض دوسروں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے کیوں نہیں ارشادفرمادیا، نبی ﷺ نے یہ باتیں سن لیں، آپ باہر تشریف لائے، غصے سے چہرۂ مبارک ایسے سرخ تھا جس طرح کہ سرخ انار کا اس رخساروں پہ انڈیل دیا گیا ہو، فرمایا:

"کیا تمھیں اس بات کا حکم دیا گیا تھا کہ اللہ کی کتاب کے بعض حصوں کو بعض سے رد کرو؟ سن لو تم سے پہلے بعض قومیں اسی لئے گمراہ ہوگئی تھیں جوتم کرر ہے ہو، یہ تمھاری ڈیوٹی نہیں، تم اس پر عمل کرو جس کا تمھیں حکم دیا گیا ہے، اور جس سے تمھیں روکا گیا ہے اس سے باز رہو"

ایک روایت میں ہے جب آپ ﷺ باہر تشریف لائے تو وہ تقدیر کے مسائل میں جھگڑ رہے تھے۔

ترمذی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے جس میں یہ الفاظ مذکور ہیں:

"آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور ہم تقدیر کے مسائل میں جھگڑ رہے تھے" ترمذی نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔

جب تم میں اختلاف پیدا ہوجائے تو منتشر ہوجاؤ

صحیح بخاری میں حضرت جندبؓ سے روایت منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''قرآن مجید کی اس وقت تک تلاوت کرو جب تک تمھارے دلوں میں طبعی رجحان باقی رہے اور جب قلب ونظر میں موافقت باقی نہ رہے تو اسے چھوڑ دو''

بخاری ومسلم میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیماری کے دوران ارشاد فرمایا:

''میرے پاس کاغذ لاؤ تاکہ تمھارے لئے ایسی نصیحت لکھ دوں جس سے تم گمراہی سے بچ جاؤ'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے آپ ﷺ شدید تکلیف میں مبتلا ہیں، ہمارے پاس اللہ کی کتاب کافی ہے، لہذا آپ ﷺ کو تکلیف نہ دی جائے، بعض نے کہا کہ کاغذ کو آپ کی خدمت میں پیش کرو، مجلس میں اس بات پر اختلاف پیدا ہوگیا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میرے پاس سے چلے جاؤ، نبی (ﷺ) کے پاس بیٹھ کر جھگڑا درست نہیں ہے''

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے سورۂ یوسف کی تلاوت کی، ایک آدمی بولا کہ اللہ تعالٰی نے یہ الفاظ کیوں نہیں اتار دیئے، آپ ﷺ نے اسے ڈانٹ پلائی، کیا تم اللہ کی کتاب کو جھٹلاتے ہو؟

آیاتِ ربانی سے روگردانی کا انجام

﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ﴾ (السجدة: ۲۲)

''اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جس کو اس کے پروردگار کی آیتوں سے نصیحت کی جائے تو وہ ان سے منہ پھیر لے، ہم گنہگاروں سے ضرور بدلہ لینے والے ہیں''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تکبر حق کو ناپسند گردانے اور لوگوں کو حقیر سمجھنے کا نام ہے''

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

''یہ کبیرہ گناہ ہے کہ آدمی دوسرے کو کہتا ہے کہ اللہ سے ڈرو اور دوسرا جواباً کہتا ہے اپنی تو خبر لو''

صحیح بخاری میں حضرت ابوواقد لیثیؓ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے اور کچھ لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اچانک تین آدمی آئے دو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے ہو گئے اور ایک چل دیا، ایک نے محفل میں جگہ دیکھی تو وہاں بیٹھ گیا اور دوسرا مجلس کے آخر میں جا بیٹھا اور تیسرا منہ پھیرتا ہوا چل دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فارغ ہوئے تو ارشاد فرمایا:

''کیا میں تمھیں تین اشخاص کے متعلق بتاؤں، ان میں سے ایک نے جگہ حاصل کرنے کی نیت کی، اللہ تعالیٰ نے اسے جگہ دے دی، دوسرا شرمایا اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے ویسا ہی سلوک کیا، تیسرے نے روگردانی کا مظاہرہ کیا، اللہ تعالیٰ نے بھی اسے نظر انداز کردیا''

قتادہ رضی اللہ عنہ ذیل کی آیت کے متعلق فرماتے ہیں:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ (لقمٰن:٦)

''لوگوں میں بعض ایسے ہیں جو بے ہودہ حکایتیں خریدتے ہیں تاکہ (لوگوں کو) بے سمجھے اللہ کے راستے سے گمراہ کریں''

ممکن ہے کہ اس نے اس خریداری میں کوئی خرچ نہ کیا ہو۔

انسان کے گمراہ ہونے کیلئے یہ بات کافی ہے کہ وہ باطل کو حق پر ترجیح دے۔

قرآن مجید کو ترتیل سے پڑھنے کا بیان

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''اللہ تعالیٰ نے مجھے قرآن مجید ترتیل سے پڑھنے کا حکم دیا ہے''
اور ایک روایت میں ہے ''خوش الحان نبی (علیہ السلام) کو قرآن مجید ترتیل اور بآواز بلند پڑھنے کا حکم دیا''
بخاری اور مسلم نے اسے روایت کیا۔

حضرت ابولبابہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''جس نے قرآن مجید ترتیل سے نہ پڑھا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں''
ابوداؤد نے اسے سند جید کے ساتھ روایت کیا ہے۔

واللہ سبحانہ اعلم وصلی اللہ وسلم علیٰ محمد وآلہٖ وصحبہٖ.